خطبہ جمعہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰلِ عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

سوموار 30 دسمبر 2019ء　3 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری　جلد نمبر: 1　شمارہ: 15

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اَمَّنۡ یَّمۡلِکُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ مَنۡ یُّخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَ مَنۡ یُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ اللّٰہُ ۚ فَقُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ (التوبہ: 32)

ترجمہ: پوچھ کہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر اختیار رکھتا ہے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون ہے جو نظامِ کائنات کو تدبیر سے چلاتا ہے۔ پس وہ کہیں گے کہ اللہ۔ تو کہہ دے کہ پھر کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کروگے؟

خلاصہ خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت سعد بن عبادہؓ کا مزید کچھ ذکر خیر۔ آپؓ کی سیرت و سوانح کا دلکش تذکرہ

نبی کریم ﷺ کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس ہوتا اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس ہوتا

ایک روایت کے مطابق انصار کا جھنڈا غزوہ بدر کے روز حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس تھا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ مورخہ 27 دسمبر 2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27 دسمبر 2019ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹر نیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں فرمایا: گزشتہ خطبہ میں حضرت سعدؓ بن عبادہ کا ذکر ہو رہا تھا ان کے بارے میں مزید آج کچھ بیان کروں گا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ بیعت عقبی ثانیہ کے موقع پر بنائے جانے والے بارہ نقباء میں سے ایک تھے۔ ان کے بارے میں سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے یوں بیان کیا ہے کہ قبیلہ خزرج کے ایک خاندان بنو ساعدہ سے تھے یہ اور تمام قبیلہ خزرج کے رئیس تھے اور آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں ممتاز ترین انصار میں شمار ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر بعض انصار نے انہی کو خلافت کے لئے پیش کیا تھا یعنی انصار میں سے جو نام پیش ہوئے تھے وہ ان کا نام تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ، منذر بن عمروؓ اور ابو دجانہؓ ان تین اشخاص نے جب اسلام قبول کیا تو ان سب نے اپنے قبیلہ بنو ساعدہ کے بُت توڑ ڈالے۔ ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ ﷺ جب بنو ساعدہ کے گھروں کے پاس سے گزرے تو حضرت سعدؓ بن عبادہ اور حضرت منذر بن عمروؓ اور حضرت ابو دجانہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپؐ ہمارے پاس تشریف لائیں ہمارے پاس عزت ہے دولت قوت اور مضبوطی ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے یہ بھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کے کھجوروں کے باغات مجھ سے زیادہ ہوں اور اس کے کنوئیں مجھ سے زیادہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ دولت قوت اور کثیر تعداد بھی ہو۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابو ثابت! اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ مامور ہے، اپنی مرضی سے یہ جائے گی۔

آنحضور ﷺ نے حضرت سعدؓ اور طلیب بن عمیرؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ قبیلہ اوس اور خزرج میں ایسا کوئی گھر نہ تھا جس میں چار شخص پے در پے فیاض ہوں، بڑے کھلے دل کے ہوں سوائے دُلیمؓ کے پھر اس کے بیٹے عبادہؓ کے پھر اس کے بیٹے سعدؓ کے پھر اس کے بیٹے قیسؓ کے۔ دُلیمؓ اور اس کے اہل خانہ کی سخاوت کے بارہ میں بہت سی اچھی اچھی خبریں مشہور تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو سعدؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روزانہ ایک بڑا پیالہ بھیجتے جس میں گوشت اور ثرید روٹی کے ٹکڑے گوشت میں پکے ہوئے یا دودھ کا ثرید یا سرکے اور زیتون کا ثرید یا چربی کا پیالہ بھیجتے اور زیادہ تر گوشت کا پیالہ ہی ہوتا تھا۔ سعدؓ کا پیالہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپؐ کے ازواج مطہرات کے گھروں میں چکر لگایا کرتا تھا یعنی یہ کھانا تھا جو مختلف ازواج کے لئے آیا کرتا تھا۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ ہم بنو مالک بن نجار کے گھروں میں رہتے تھے ہم میں سے تین یا چار افراد ہر رات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باری باری کھانا لے کر حاضر ہوتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے سات ماہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام فرمایا۔ ان ایام میں حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت اسدؓ بن ضرارۃ کا پیالہ ہر روز آپؐ کی خدمت میں آتا تھا اور اس میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا تھا۔ یہاں کچھ وضاحت بھی ہو گئی کہ شروع میں روزانہ آتا تھا کھانا، سات مہینے تک باقاعدہ آتا رہا اس کے بعد بھی آتا ہو گا لیکن شاید اس باقاعدگی سے نہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ اسی کے متعلق جب حضرت ام ایوبؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے ہاں قیام فرمایا تھا اس لئے آپ بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا کون سا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کسی مخصوص کھانے کا کبھی حکم دیا ہو اور پھر وہ آپؐ کے لئے تیار کیا گیا ہو اور نہ ہی ہم نے کبھی یہ دیکھا کہ آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا ہو اور آپؐ نے اس میں عیب نکالا ہو۔ حضرت ایوب نے مجھے بتایا یہ کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت سعد بن عبادہؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ بھجوایا جس میں طفیشل یہ شوربہ کی ایک قسم ہے وہ تھا۔ آپؐ نے وہ سیر ہو کر پیا اور میں نے اس کے علاوہ آپؐ کو کبھی اس طرح سیر ہو کر پیتے نہیں دیکھا۔ پھر ہم بھی آنحضرت ﷺ کے لئے یہ بنایا کرتے تھے۔ جو کھانا آتا تھا کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ لاؤ یا وہ پکاؤ کبھی عیب نہیں نکالا لیکن یہ کھانا آپؐ کو پسند آیا اور آپ نے بڑے شوق سے کھایا یا پیا اس کے بعد سے پھر صحابہؓ کو پتا لگ گیا کہ یہ پسند ہے آنحضرت ﷺ کی تو اس کے مطابق پھر بناتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے حریس مشہور کھانا ہے جو گندم اور گوشت سے بنایا جاتا ہے یہ بھی بنایا کرتے تھے جو آپ کو پسند تھا اور رات کے کھانے میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ 5 سے لے کر 16 تک افراد ہوتے تھے جس کا انحصار کھانے کی قلت یا کثرت پر ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ دوسرے اصحاب بھی عموماً آپ کی خدمت میں کھانا بھیجا کرتے تھے چنانچہ ان لوگوں میں سعدؓ بن عبادہ رئیس قبیلہ خزرج کا نام تاریخ میں خاص طور پر مذکور ہوا ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ ہمارے گھر تشریف لائیں تو آنحضرت ﷺ سعدؓ کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ کھجور اور تل لے آئے پھر آنحضور ﷺ کے لئے دودھ کا پیالہ لائے جس میں سے آپؐ نے پیا۔ سعد بن عبادہؓ کے بیٹے قیسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ ملاقات کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرے والد سعدؓ نے آہستہ سے جواب دیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو اندر آنے کا نہیں کہیں گے تو انہوں نے

باقی صفحہ 7 پر

اس شمارہ میں

دربار خلافت
نظم
متن خطبہ جمعہ حضور انور
اجتماع مجلس انصار اللہ یونان
شکاگو میں کانفرنس
ایڈنبرا امن کانفرنس

دربارِ خلافت

عہدیداران کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی ہدایت

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’عہدیداروں کو تو ایک اصولی ہدایت قرآن نے دے دی ہے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے ہیں ۔ اگر کوئی غور کرے اور سوچے کہ انصاف کے کیا کیا تقاضے ہیں تو اس کے بعد کچھ بات رہ نہیں جاتی۔ لیکن ہر کوئی اس طرح گہری نظر سے سوچتا نہیں۔ اس طرح سوچا جائے جس طرح ایک تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والا سوچتا ہے تو پھر تو اس کی یہ سوچ کر ہی روح فنا ہو جاتی ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ لیکن نصیحت کیونکہ فائدہ دیتی ہے جیسا کہ میں نے کہا باتوں سے اور جگالی کرتے رہنے سے یا ددہانی ہوتی رہتی ہے۔ بعض باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ مزید ذرا وضاحت کھول کر کر دی جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ عہدیدار اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ حکم فرمایا ہے کہ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران:135) یعنی غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوں۔ تو اس کے سب سے زیادہ مخاطب عہدیداروں کو اپنے آپ کو سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کی جماعت میں جو پوزیشن ہے جو ان کا نمونہ جماعت کے سامنے ہونا چاہئے وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو عاجز بنائیں۔ اگر اصلاح کی خاطر کبھی غصے کا اظہار کرنے کی ضرورت پیش بھی آجائے تو علیحدگی میں جس کی اصلاح کرنی مقصود ہو، جس کو سمجھانا مقصود ہو اس کو سمجھا دینا چاہئے۔ تمام لوگوں کے سامنے کسی کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہئے اور ہر وقت چڑ چڑے پن کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ یا کسی بھی قسم کے تکبر کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ اصلاح کبھی چڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ مستقل مزاجی سے درد رکھتے ہوئے اور دعا کے ساتھ نصیحت کرتے چلے جانے سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے اور ایک آدھ دفعہ کی جو غلطی ہے، اگر کوئی عادی نہیں ہے تو اصلاح کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ عفو سے کام لیا جائے۔ معاف کر دیا جائے، درگزر کر دیا جائے۔

اس لئے یہاں بھی (مراد فرانس میں) اور دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں ، جماعتی عہدیدار بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی اپنے رویوں میں ایک تبدیلی پیدا کریں۔ لوگوں سے پیار اور محبت کا سلوک کیا کریں۔ خاص طور پر بعض جگہ لجنہ کی طرف سے شکایات زیادہ ہوتی ہیں اور ان میں بھی خاص طور پر بچیوں یا نوجوان بچیوں اورنئے آنے والیوں جنہوں نے نظام کو پوری طرح سمجھا نہیں ہوتا، ان کے لیے تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس لیے ان کے لئے بہت خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ تربیت کرنے کی جیسی آپ چھاپ لگا دیں گے بچوں پر بھی اور نئے آنے والوں پر بھی۔ آئندہ نمونہ بھی ویسے ہی نکلیں گے، آئندہ عہدیدار بھی ویسے ہی بنیں گے۔ تو خلاصہ یہ کہ غصے کو دبانا ہے اور عفو سے کام لینا ہے درگزر سے کام لینا ہے۔ لیکن یہ نرمی بھی اس حد تک نہ ہو کہ جماعت میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ ایسی صورت میں بہرحال اصلاح کی کوشش بھی کرنی ہے ...

پھر عہدیداروں میں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر اپنے خلاف ہی شکایت ہو تو سننے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ ہمیشہ سچی بات کہنے سننے کرنے کی عادت ڈالیں۔ چاہے جتنا بھی کوئی عزیز یا قریبی دوست ہو اگر اس کی صحیح شکایت پہنچتی ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔اگر یہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے تو بہتر ہے کہ معذرت کر دیں کہ فلاں وجہ سے میں اس کام سے معذرت چاہتا ہوں۔ کیونکہ کسی ایک شخص کا کسی خدمت سے محروم ہونا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ پوری جماعت میں یا جماعت کے ایک حصے میں بے چینی پیدا کی جائے۔ یاد رکھیں جو عہد ہ بھی ملا ہے چاہے وہ جماعتی عہدہ ہو یا ذیلی تنظیموں کا عہدہ ہو اس کو ایک فضل الٰہی سمجھیں۔ پہلے بھی بتا آیا ہوں اس کو اپنا حق نہ سمجھیں ۔ یہ خدمت کا موقع ملا ہے تو حکم یہی ہے کہ جو لیڈر بنایا گیا ہے وہ قوم کا خادم بن کر خدمت کرے۔ صرف منہ سے کہنے کی حد تک نہیں۔ چار آدمی کھڑے ہوں تو کہہ دیا جی میں تو خادم ہوں بلکہ عملاً ہر بات سے ہر فعل سے یہ اظہار ہوتا ہو کہ یہ واقعی خدمت کرنے والے ہیں اور اگر اس نظریے سے بات نہیں کہہ رہے تو یقیناپوچھے جائیں گے۔ جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کو پوری طرح ادانہ کرنے کی وجہ سے یقیناً جواب طلبی ہوگی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 31دسمبر 2004ء)

کر رحم میری حالت پہ

میرا اپنا نہیں کوئی تیرے سوا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں
تم سے تو نہیں مرا حال چھپا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

ترا نام غفور ہے پیارے خدا بخشش میں تجھے آتا ہے مزا
رکھ لینا غریب کا پاسِ حیا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

دلدل ہے گناہوں کی گہری ٹکتے نہیں میرے پاؤں کہیں
تو زور سے تھام لے ہاتھ مرا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

مالک مجھ سے وہ کام کرا جس سے ہو حاصل تیری رضا
لینا نہ حساب کتاب مرا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

میں اپنے کئے پہ نادم ہوں کر رحم مری حالت پہ سدا
مجھ سے نہ کبھی ہونا خفا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

دشمن کو حسد نے اندھا کیا، کرتے ہیں جفا بےخوفِ خدا
دل کرچی کرچی ٹوٹ گیا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

ظلمت کی اندھی راہوں میں نفرت کی ظالم بانہوں میں
اب ہوگیا بالکل حال بُرا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

جو گھاؤ دئے ہیں اپنوں نے گہرے ہیں ہردم رِستے ہیں
میں نے چپکے چپکے درد سہا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

(امۃ الباری ناصر۔امریکہ)

خطبہ جمعہ

آنحضرتؐ پر جان نچھاور کرنے والے، آپؐ کے عشق و محبت میں مخمور اور اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابیؓ

حضرت ہِلَال بن اُمیہ واقِفی رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ کا دلنشین تذکرہ

حضرت ھلال بن امیہؓ قدیمی اسلام قبول کرنے والے تھے،انہوں نے قبیلہ بنوواقف کے بت توڑے تھے اورفتح مکہ کے دن ان کی قوم کا جھنڈا ان کے پاس تھا

آپؓ کو غزوہ بدر،غزوہ احد اور اسی طرح بعد کے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تاہم غزوہ تبوک میں یہ شامل نہ ہوئے

حضرت کعب بن مالکؓ کی لمبی روایت کی روشنی میں غزوۂ تبوک کے موقع پر پیچھے رہ جانے والے صحابہؓ کے مقاطعہ اور ان کی معافی کا تفصیلی بیان

غزوہ تبوک کا پس منظر،تعارف، وجوہات،تبوک مقام کا محل وقوع،اس اہم جنگ کے موقع پرصحابہؓ کی دل کھول کر قربانیاں اور ایثار کی عظیم الشان داستانیں اور منافقوں کی سازشوں کا بیان

وقفِ نو مرکزیہ (یوکے) کی ویب سائیٹ کے اجرا کا اعلان اور مختصر تعارف

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمدخلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ مورخہ 6دسمبر2019ءبمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ یو کے

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

آج جن بدری صحابی کا میں ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت ہِلَالؓ ۔ حضرت ہِلَال بن امیہ واقفیؓ ان کا پورا نام ہے۔ یہ انصار کے قبیلہ اوس کے خاندان بنو واقف سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا نام امیہ بن عامر اور والدہ کا نام انیسہ بنت ہِدْم تھا جو حضرت کلثوم بن ہِدْمؓ کی بہن تھیں ۔ کلثوم بن ہِدْمؓ وہی صحابی ہیں جن کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرتِ مدینہ کے موقعے پر قبا میں قیام فرمایا تھا۔

(اُسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد5 صفحہ380-381 ہِلَالُ بِنْ اُمَیَّۃَ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(معرفۃ الصحابہ جلد4 صفحہ 383حدیث :2995، ہِلَالُ بِنْ اُمَیَّۃَ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت ہِلَال بن امیہ کی دو شادیوں کا ذکر ملتا ہے ایک فُرَیْعَہ بنت مَالِك بن دُخْشُم سے جبکہ دوسری مُلَیْکَہ بنت عبداللہ کے ساتھ۔ حضرت ہِلَالؓ کی دونوں بیویوں کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد8 صفحہ282و285 وَمِنْ نِسَاءِ الْقَوَاقِلَۃ، اَلْفُرَيْعَۃ بِنْت مَالِكٍ/مُلَیْکَۃ بِنْت عَبْدُاللّٰہ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت ہِلَال بن امیہؓ قدیمی اسلام قبول کرنے والے تھے اور انہوں نے قبیلہ بنو واقف کے بت توڑے تھے اور فتح مکہ کے دن ان کی قوم کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

(اُسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد5 صفحہ381 ہِلَالُ بِنْ اُمَیَّۃَ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

حضرت ہِلَال بن امیہؓ کو غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور اسی طرح بعد کے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تھی تاہم غزوۂ تبوک میں یہ شامل نہ ہو سکے تھے۔ ابن ہشام نے بدری صحابہ کی جو فہرست اپنی کتاب میں درج کی ہے اس میں حضرت ہِلَالؓ کا نام شامل نہیں ہے تاہم بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں انہیں بدری صحابہ میں شمار کیا ہے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ الجزاء السادس صفحہ428 ہِلَالُ بِنْ اُمَیَّۃَ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2005ء)

(اُسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد5 صفحہ381 ہِلَالُ بِنْ اُمَیَّۃَ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب تسمیۃ من سمی من اھل بدر)

حضرت ہِلَال بن امیہؓ ان تین انصار صحابہ میں سے تھے جو غزوۂ تبوک میں بغیر کسی عذر کے شامل نہ ہو سکے تھے۔ دوسرے دو صحابہ کعب بن مالکؓ اور مرارۃ بن ربیعؓ تھے۔ ان کے بارے میں قرآن کریم میں یہ آیت بھی نازل ہوئی تھی کہ

وَعَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیۡنَ خُلِّفُوۡا حَتّٰۤی اِذَا ضَاقَتۡ عَلَیۡہِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَضَاقَتۡ عَلَیۡہِمۡ اَنۡفُسُہُمۡ وَظَنُّوۡۤا اَنۡ لَّا مَلۡجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّاۤ اِلَیۡہِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیۡہِمۡ لِیَتُوۡبُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ۔ (التوبۃ:118)

اور ان تینوں پر بھی اللہ توبہ قبول کرتے ہوئے جھکا جو پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین ان پر باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں تنگی محسوس کرنے لگیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے پناہ کی کوئی جگہ نہیں مگر اسی کی طرف۔ پھر وہ ان پر قبولیت کی طرف مائل ہوتے ہوئے جھک گیا تا کہ وہ توبہ کر سکیں اور یقیناً اللہ ہی بار بار توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(اُسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد5 صفحہ381 ہِلَالُ بِنْ اُمَیَّۃَ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

غزوۂ تبوک 9ہجری میں ہوا تھا اور صحیح بخاری میں اس کے بارے میں ایک تفصیلی روایت بھی ہے جس میں ان تینوں صحابہ کے پیچھے رہ جانے کا تذکرہ بیان ہوا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کے پوتے عبدالرحمٰن اپنے والد عبداللہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کعبؓ جب نابینا ہو گئے تو وہ انہیں پکڑ کر لے جایا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے حضرت کعب بن مالکؓ کو وہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ یہ جو لمبی روایت ہے یہ حضرت کعبؓ کے حوالے سے ہے۔ حضرت ہِلَال بن امیہؓ جن صحابی کا ذکر ہو رہا ہے ان کا ذکر بیچ میں آ جاتا ہے لیکن یہ ایک روایت ملتی ہے۔

بہرحال وہ کہتے ہیں کہ حضرت کعب بن مالکؓ کو وہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ پیچھے رہ گئے تھے یعنی تبوک کا واقعہ۔ حضرت کعبؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی

غزوے میں بھی پیچھے نہیں رہا جو آپؐ نے کیا ہو سوائے غزوۂ تبوک کے۔ ہاں غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا جو اس جنگ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلے کو روکنے کے ارادے سے نکلے تھے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بغیر اس کے کہ جنگ کی ٹھانی ہو ان کو دشمن سے ٹکرا دیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقبہ کی رات میں بھی موجود تھا۔ بدر کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ بدر میں بھی شامل نہیں ہوا تھا لیکن اس میں نہ شامل ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا۔ بہرحال کہتے ہیں جب ہم نے عقبہ میں اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عہد و پیمان کیا تھا اور میں نہیں چاہتا کہ اس رات کے عوض مجھے بدر میں شریک ہونے کا موقع ملتا اگرچہ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے اور میری یہ حالت تھی کہ میں کبھی بھی اتنا تنو مند اور خوش حال نہیں تھا جتنا کہ اس وقت جبکہ میں آپؐ سے اس غزوہ میں پیچھے رہ گیا تھا یعنی تبوک کے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ! اس سے پہلے کبھی بھی میرے پاس سواری کے اونٹ اکٹھے نہیں ہوئے تھے اور اس غزوے کے اثنا میں سواری کے دو اونٹ اکٹھے کر لیے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس غزوے کا بھی ارادہ کرتے تھے تو آپؐ اس کو مخفی رکھ کر کسی اَور طرف جانے کا اظہار کرتے تھے۔ عمومی طور پر یہ ہوتا تھا کہ جو جنگی strategy ہے اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو مخفی رکھا کرتے تھے دوسرے سفر بھی لمبا کیا کرتے تھے یا راستہ بدلتے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ جب وہ غزوہ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوے میں سخت گرمی کے وقت نکلے یعنی غزوۂ تبوک میں اور آپؐ کے سامنے دور دراز کا سفر اور غیر آباد بیابان اور جو دشمن تھا بہت بڑی تعداد میں تھا۔ آپؐ نے مسلمانوں کو ان کی حالت کھول کر بیان کر دی تا کہ وہ اپنے حملے کے لیے جو تیاری کرنے کا حق ہے تیاری کریں ۔ اس غزوے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز مخفی نہیں رکھی بلکہ بتا دیا کہ فلاں جگہ ہم نے جانا ہے اور فلاں دشمن ہے اس لیے تیاری اچھی طرح کر لو۔ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرف کا بھی بتا دیا جس طرف آپؐ جانا چاہتے تھے اور مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بکثرت تھے۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے اَور کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو غیر حاضر رہنا چاہتا ہو مگر وہ خیال کرتا کہ اس کا غیر حاضر رہنا آپؐ سے پوشیدہ رہے گا جب تک کہ اس سے متعلق اللہ کی وحی نازل نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ اس وقت کیا کہ جب پھل پک چکے تھے اور سائے اچھے لگتے تھے یعنی موسم بھی گرم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں نے بھی سفر کی تیاری شروع کر دی۔ کہتے ہیں کہ میں صبح کو جاتا تا میں بھی ان کے ساتھ سامان کی تیاری کروں، سفر کی تیاری کروں۔ میں واپس لوٹتا اور کچھ بھی نہ کیا ہوتا۔ ارادے سے تو نکلتا تھا لیکن شام کو واپس آ جاتا اور تیاری نہیں ہوتی تھی۔ میں اپنے دل میں کہتا کہ میں تیاری کر سکتا ہوں۔ سامان میرے پاس موجود ہے۔ بہرحال کہتے ہیں یہ خیال مجھے لیت و لعل میں رکھتا رہا یہاں تک کہ لوگوں نے تیاری کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح روانہ ہو گئے اور مسلمان بھی آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے اور میں نے اپنے سفر کی تیاری میں سے کچھ بھی نہ کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ آپؐ کے جانے کے ایک دن یا دو دن بعد تیاری کر لوں گا اور پھر ان سے جا ملوں گا کیونکہ سفر کی سواری تو میرے پاس موجود تھی اور میں آسانی سے کر سکتا تھا۔ بہرحال کہتے ہیں ان کے چلے جانے کے بعد دوسری صبح گیا کہ سامان تیار کر لوں مگر پھر واپس آ گیا اور کچھ بھی نہ کیا۔ پھر میں اگلے دن یعنی تیسرے دن گیا اور واپس لوٹ آیا اور کچھ بھی فیصلہ نہ کر سکا اور یہی حال رہا یہاں تک کہ لشکر تیزی سے سفر کرتے ہوئے بہت آگے نکل گیا۔ میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ کوچ کروں اور ان کو پا لوں اور کاش کہ میں ایسا کرتا مگر مجھے اس کی طاقت نصیب نہ ہوئی، میں کر نہیں سکا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد جب بھی میں ان لوگوں میں نکلتا اور ان میں چکر لگاتا تو مجھے یہ بات غمگین کر دیتی کیونکہ جو پیچھے رہ گئے تھے ان میں سے اکثر میں ایسے ہی شخص کو دیکھتا جنہیں بوجہ نفاق کے حقارت سے دیکھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں جب میں مدینہ کی گلیوں میں نکلتا تو انھی لوگوں کو دیکھتا جن کے بارے میں عام طور پر یہ تاثر تھا کہ ان میں نفاق پایا جاتا ہے یا کمزوروں میں سے ایسا شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے معذور ٹھہرایا تھا یا معذور تھے یا ایسے لوگ جو بزدل تھے اور جن کے دل میں نفاق تھا۔ بہرحال کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچنے سے قبل مجھے یاد نہ کیا، میرے بارے میں نہ پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے جب آپؐ نے پوچھا کہ کعب کہاں ہے؟ بنو سلمہ میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اس کو اس کی دو چادروں نے اور اس کی اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھنے نے روک رکھا تھا یعنی ایک تو شاید پیسہ آ گیا ہے یا کوئی تکبر پیدا ہو گیا ہے اس لیے نہیں آ سکا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے یہ سن کر کہا کیا بُری بات ہے جو تم نے کہی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں ، ایسی بات نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ! اس کے متعلق ہمیں اچھا ہی تجربہ ہے۔ کعب کے بارے میں اب تک تو ہمارا تجربہ اچھا ہے۔ نہ اس میں کوئی فخر ہے، نہ تکبر ہے، نہ منافقت ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کہتے تھے کہ جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپؐ جو اس سفر پہ نکلے تھے واپس آ رہے ہیں تو مجھے فکر ہوئی اور میں جھوٹی باتیں سوچنے لگا کہ کس بات سے کل آپؐ کی ناراضگی سے بچ جاؤں۔ کوئی بہانہ کروں اور اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک اہل رائے سے میں نے اس بارے میں مشورہ لیا، لوگوں سے بھی پوچھا کہ کیا بہانہ ہو سکتا ہے۔ جب یہ کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے تو میرے دل سے سارے جھوٹے خیالات کافور ہو گئے۔ سب بہانے نکل گئے۔ سب جھوٹ نکل گئے اور میں نے سمجھ لیا کہ میں کبھی بھی آپؐ کے غصے سے ایسی بات سے بچنے والا نہیں جس میں جھوٹ ہو۔ اس لیے میں نے آپؐ سے سچ سچ بیان کرنے کی ٹھان لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ جب آپ ﷺ کسی سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور اس میں دو رکعتیں نفل پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملنے کے لیے بیٹھ جاتے۔ جب آپؐ نے یہ کیا تو پیچھے رہ جانے والے لوگ آپؐ کے پاس آ گئے۔ جو نہیں گئے تھے وہ آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عُذر بیان کرنے لگے۔ ہر ایک بہانے کرنے لگ گیا کہ اس کے نہ جانے کی کیا کیا وجہ تھی اور قسمیں کھانے لگے اور ایسے لوگ اَسّی (80) سے کچھ اوپر تھے جو اس قسم کی قسمیں کھا کر، غلط بیانیاں کر کے بہانے کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے عذر بیان کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے ظاہری عذر مان لیے اور ان سے بیعت لی اور ان کے لیے استغفار کیا اور ان کا اندرونہ اللہ کے سپرد کیا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے بظاہر تم یہ کہتے ہو تو مان لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش کے سامان کرے۔ باقی یہ معاملہ میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ پھر کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب میں نے آپؐ کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض شخص کی طرح مسکرائے۔ میری طرف دیکھا مسکرائے لیکن اس طرح دیکھنا تھا جس طرح کہ ناراضگی ہوتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے آؤ۔ میں آیا اور آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپؐ نے مجھ سے پوچھا کہ کس بات نے تمہیں پیچھے رکھا ہے؟ ہمارے ساتھ کیوں نہیں سفر کیا؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم ! میں ایسا ہوں کہ اگر آپؐ کے سوا دنیا کے لوگوں میں سے کسی اَور کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ میں ضرور ہی اس کی ناراضگی سے عذر کر کے بچ جاتا کیونکہ مجھے قوت بیان دی گئی ہے۔ مجھے بڑے اچھے بہانے بنانے آتے ہیں میں بچ سکتا تھا مگر اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ اگر میں نے آج آپؐ سے کوئی ایسی جھوٹی بات بیان کی جس سے آپؐ مجھ پر راضی ہو گئے تو عنقریب اللہ آپؐ کو مجھ پر ناراض کر دے گا۔ میں بیان کر کے ناراضگی سے بچ تو سکتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کسی نہ کسی وقت ظاہر ہو جائے گی اور وہ آپؐ کو بھی پتا لگ جائے گی۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر میں آپؐ سے سچی بات بیان کروں گا جس کی وجہ سے آپؐ مجھ پر ناراض ہوں تو میں اس میں اللہ کے عفو کی امید رکھتا ہوں ۔ آپؐ سچی بات سے ناراض ہو جائیں گے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے عفو کا سلوک کرے گا۔ پھر حضرت کعبؓ نے عرض کیا کہ نہیں اللہ کی قسم! میرے لیے کوئی عذر نہیں تھا کہ عذر بیان کروں۔ اللہ کی قسم ! کوئی عذر نہیں تھا میں کبھی بھی ایسا تنومند اور آسودہ حال نہیں ہوا جتنا کہ اس وقت تھا جب آپؐ سے پیچھے رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: اس نے سچ بیان کیا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اٹھو یہاں تک کہ اللہ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کرے۔ یہاں میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ میں اٹھ کر چلا گیا اور بنو سلمہ میں سے بعض لوگ بھی اٹھ کر میرے پیچھے ہو لیے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ اللہ کی قسم ! ہمیں علم نہیں کہ تم نے اس سے پہلے کوئی قصور کیا ہو اور تم یہ بھی نہ کر سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی بہانہ ہی بناتے جبکہ ان کے پیچھے رہنے والوں نے، بہت سارے لوگوں نے جو اَسّی لوگ تھے، آپؐ کے سامنے بہانے بنائے تھے۔ جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے لیے استغفار کر دینا ہی تمہارے اس گناہ بخشانے کے لیے کافی تھا۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ! یہ لوگ مجھے ملامت ہی کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ لوٹ جاؤں اور اپنے آپ کو جھٹلا دوں۔ دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس جاؤں اور عرض کروں کہ میں نے جو پہلے بات کی تھی وہ غلط تھی اور کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دوں لیکن کہتے ہیں پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا، جو مجھے کہہ رہے تھے کہ تم نے غلط کیا کہ سچی بات بتا دی، واپس جاؤ۔ کہتے ہیں میں نے ان سے، ان لوگوں سے پوچھا جو مجھے بھڑکانے والے تھے یا غلط کام کی طرف ابھارنے والے تھے کہ کیا میرے ساتھ کوئی اَور بھی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا اقرار کیا ہو جیسی باتیں میں نے کی ہیں، سچ سچ بیان کر دیا ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ۔ دو اَور شخص ہیں انہوں نے بھی وہی کہا ہے جو تم نے کہا ہے اور ان کو بھی وہی جواب ملا ہے جو تمہیں دیا گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہیں ۔ کہنے لگے کہ ایک تو مُرَارہ بن ربیع عَمرِیؓ ہیں اور دوسرے ھِلَال بن امیہ واقِفیؓ ہیں۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے ایسے دو نیک آدمیوں کا ذکر کیا جو بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ ان دونوں میں میرے لیے نمونہ تھا۔ جب لوگوں نے ان دونوں کا مجھ

سے ذکر کیا تو میں ان کے پاس سے چل پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔

جب یہ ذکر ہو گیا کہ ہاں دو شخص اَور ہیں تب مجھے خیال آیا کہ یہ دونوں حقیقی نیک لوگ ہیں، بدر میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔ اس لیے میں اب انھی کے ساتھ شامل ہوں گا۔ کوئی غلط بہانہ نہیں کروں گا۔ کہتے ہیں میں چلا گیا اور اس دوران میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا یعنی ایک طرح کا مقاطعہ ہو گیا۔ لوگ ان سے کترانے لگے جو ان لوگوں میں سے تھے جو آپؐ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ گویا کہ ہم سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اس بات پہ جب منع کر دیا گیا تو ہمارے سامنے نہیں آتے تھے، ہم سے بچتے تھے جس طرح ہمیں جانتے ہی نہ ہوں یہاں تک کہ یہ زمین بھی مجھے اوپری نظر آنے لگی۔ وہ نہ تھی جس کو میں جانتا تھا ۔ مدینے کی گلیاں یہ شہر یہ زمین میرے لیے بالکل اوپری ہو گئی۔ یہ مجھے وہ چیز نہیں لگ رہی تھی جس کو میں پہلے جانتا تھا۔ لگتا تھا میں ایک نئی جگہ پر آ گیا ہوں کیونکہ لوگ میرے سے کترا رہے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ اس حالت پر پچاس راتیں رہے۔ اور جو میرے دوسرے دو ساتھی تھے حضرت ہِلَال بن امیہؓ اور مرارہ بن ربیع انہوں نے شدید شرمندگی محسوس کی اور ان کا تو یہ حال تھا کہ وہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر رونے لگے۔ وہ ہِلَالؓ وغیرہ تو گھروں سے باہر ہی نہیں نکلے۔ حضرت ہِلَالؓ تو گھر میں رہے۔ مستقل گھر میں رہتے تھے اور روتے تھے اور حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ میں تو ان لوگوں میں زیادہ جوان تھا اور ان لوگوں سے مصیبت کو زیادہ برداشت کرنے والا تھا۔ میں باہر بھی نکلتا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ نمازوں میں شرکت کرتا تھا۔ میں گھر میں بیٹھ کر روتا نہیں رہا۔ ان کی طرح استغفار نہیں کرتا رہا۔ استغفار کرتا تھا لیکن ساتھ ہی میں باہر بھی نکلتا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ نمازوں میں بھی شریک ہوتا تھا۔ مسجد بھی آتا تھا۔ بازاروں میں بھی پھرتا تھا مگر مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا تھا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی جاتا تھا۔ مسجد میں مجلس لگی ہوتی تھی تو وہاں بھی جاتا تھا ۔آپؐ کو سلام کرتا تھا جبکہ آپؐ نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے ہوتے اور اپنے دل میں کہتا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کا جواب دینے میں اپنے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں اور آپؐ کے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور نظر چرا کر آپؐ کو دیکھتا اور جب نماز پڑھنے لگتا تو آپؐ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپؐ کی طرف توجہ کرتا تو آپؐ مجھ سے منہ پھیر لیتے۔ جب لوگوں کی یہ درشتی مجھ پر طول پکڑ گئی تو میں چلا اور میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ کی دیوار کو پھلانگا۔ یہ میرے چچا کے بیٹے تھے اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے تھے۔ کہتے ہیں میں نے ان کو السلام علیکم کہا۔ پھر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا ابوقتادہؓ میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے۔ پھر ان سے پوچھا اور ان کو قسم دی تو وہ پھر خاموش رہے۔ پھر تیسری دفعہ ان سے پوچھا اور انہیں قسم دی مگر انہوں نے پھر کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں کہ محبت رکھتے ہو یا نہیں رکھتے۔ یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں وہاں سے دیوار پھلانگ کر پھر چلا آیا۔ پھر حضرت کعبؓ کہتے تھے کہ اس اثنا میں کہ میں مدینے کے بازار میں چلا جا رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اہلِ شام کے نِبطیوں میں سے جو مدینہ میں غلہ لے کر بیچنے کے لیے آئے ہوئے تھے ایک نِبطِی کہہ رہا تھا کہ کعب بن مالک کا کون بتائے گا؟ یہ سن کر لوگ اس کو اشارے سے بتانے لگے۔ جب وہ میرے پاس آیا تو اس نے غسّان کے بادشاہ کی طرف سے ایک خط مجھے دیا۔ اس میں یہ مضمون تھا کہ اَمَّابَعْدُ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے ساتھی نے تمہارے ساتھ سختی کا معاملہ کر کے تمہیں الگ تھلگ چھوڑ دیا ہے اور تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے گھر میں پیدا نہیں کیا جہاں ذلّت ہو اور تمہیں ضائع کر دیا جائے۔ تم ہم سے آ کر ملو۔ ہم تمہاری خاطر مدارات کریں گے۔ کہتے ہیں جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا یہ بھی ایک آزمائش ہے۔ میں وہ خط لے کر تنور کی طرف گیا اور اس میں اس کو ڈال دیا۔

جب پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں گزریں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانے والا میرے پاس آ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے فرماتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کیا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں ؟ اس نے کہا کہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ساتھیوں کو بھی، دوسرے جودو ساتھی تھے، (حضرت ہِلَالؓ اور مرارہ) ان کو بھی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ کہتے ہیں میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور اس وقت تک انھیں کے پاس رہنا کہ اللہ اس معاملے میں کوئی فیصلہ کرے۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے کہ پھر ہِلَال بن امیہؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ جن صحابی کا میں یہ ذکر بیان کر رہا ہوں ان کی بیوی آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہؐ! ہِلَال بن امیہؓ بہت بوڑھا ہے۔ اس کا کوئی ملازم نہیں ہے۔ اگر میں اس کی خدمت کروں تو آپؐ ناپسند تو نہیں فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ٹھیک ہے خدمت کرتی رہو۔ کھانا پکانا ،گھر کا کام کرنا وہ کرتی رہو لیکن وہ تمہارے قریب نہ آئے۔ کہنے لگی کہ اللہ کی قسم ! اس کو تو کسی بات کی تحریک ہی نہیں ہوتی۔ اللہ کی قسم! وہ اس دن سے آج تک رو رہا ہے۔ اس نے کیا کہنا ہے۔ جب سے اس کو سزا ملی ہے، مقاطعہ ہوا ہے، جب سے اس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے وہ تو اس دن سے بیٹھا رو رہا ہے۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ میرے بعض رشتے داروں نے مجھ سے کہاکہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے متعلق ایسی ہی اجازت لے لو جیسے حضرت ہِلَال بن امیہؓ کی بیوی کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس کو مل گئی تو تمہیں بھی مل جائے گی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم ! میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی اس بارے میں اجازت نہ لوں اور مجھے کیا معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کے بارے میں کیا جواب دیں۔ حضرت ہِلَالؓ تو بوڑھے آدمی ہیں اَور میں جوان آدمی ہوں۔ اس کے بعد کہتے ہیں میں دس راتیں اَور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ہمارے لیے پچاس راتیں اس وقت سے پوری ہوئیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ بات چیت کرنے سے منع کیا تھا۔

جب پچاسویں رات کی صبح کو نماز فجر پڑھ چکا اور میں اس وقت اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر تھا اور اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے یعنی میری جان مجھ پر تنگ ہو چکی تھی اور زمین بھی باوجود کشادہ ہونے کے مجھ پر تنگ ہو گئی تھی تو اس اثنا میں میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑ پر، جو مدینہ کے شمالی جانب ایک پہاڑ کا نام ہے، وہاں چڑھ کر بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اے کعب بن مالک ! تمہیں بشارت ہو !کہتے ہیں میں یہ سن کر سجدے میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ مصیبت دور ہو گئی ہے۔ اگر اس نے جو مجھے پکارا ہے، بشارت دی ہے تو یقیناً میری بریت کا کوئی سامان ہو گیا ہے، مصیبت دُور ہو گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے یہ اعلان فرمایا کہ اللہ نے مہربانی کر کے ہماری غلطی کو معاف کر دیا ہے۔ یہ سن کر لوگ ہمیں خوش خبری دینے لگے اور میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی خوش خبری دینے والے گئے یعنی حضرت ہِلَالؓ اور دوسرے ساتھی کی طرف اور ایک شخص میرے پاس گھوڑا دوڑاتے ہوئے آیا۔ اسلم قبیلے کا ایک شخص دوڑا آیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا اوراس کی آواز گھوڑے سے زیادہ جلدی پہنچنے والی تھی۔ جب وہ شخص میرے پاس بشارت دینے آیا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اس کو پہنائے اس لیے کہ اس نے مجھے بشارت دی تھی۔ اور اللہ کی قسم ! اس وقت اس کے سوا میرے پاس اور کچھ تھا نہیں۔ جو میرے پاس اس وقت تھا وہ دو کپڑے تھے اور میں نے دو اَور کپڑے عاریتاً لیے ۔کسی سے مانگے پھر اور انہیں پہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا اور لوگ مجھے فوج در فوج ملتے اور توبہ کی قبولیت کی وجہ سے مجھے مبارک باد دیتے۔ کہتے تھے کہ تمہیں مبارک ہو جو اللہ نے تم پر رحم کر کے توبہ قبول کی ہے۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے کہ آخر میں مسجد پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں اور آپؐ کے ارد گرد لوگ ہیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ مجھے دیکھ کر میرے پاس دوڑے آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ مہاجرین میں سے ان کے سوا بخدا کوئی شخص بھی میرے پاس اٹھ کر نہیں آیا اور طلحہؓ کی یہ بات میں کبھی بھی نہیں بھولوں گا۔ اور حضرت کعبؓ کہتے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو السلام علیکم کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو نہایت ہی اچھے دن کی، ان دنوں میں سے جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنا ہے جو تم پر گزرے ہیں ۔ کہتے تھے کہ میں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ !کیا یہ بشارت آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرہ ایسا روشن ہو جاتا کہ گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس سے آپؐ کی خوشی پہچان لیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا یا رسولؐ اللہ ! میں اس توبہ کے قبول ہونے کے عوض اپنی جائیداد سے دست بردار ہوتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر صدقہ ہو گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جائیداد میں سے کچھ اپنے لیے بھی رکھو کیونکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے۔ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ ! اللہ نے مجھے صدق کی وجہ سے نجات دی اور میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں ہمیشہ ہی سچ بولا کروں گا جب تک کہ میں زندہ رہوں گا کیونکہ میں اللہ کی قسم! مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ اللہ نے اس کو سچی بات کہنے کی وجہ سے اس خوبی کے ساتھ آزمایا ہو جس خوبی سے میری آزمائش کی ہے۔ اس وقت سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصل واقعہ بیان کیا میں نے آج تک عمداً جھوٹ نہیں بولا اور پھر یہ کہتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ آئندہ بھی جب تک زندہ ہوں مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا ۔

پھر کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وحی نازل کی اور اللہ نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکا جنہوں نے تنگی کے وقت اس کی پیروی کی تھی، بعد

اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک فریق کے دل ٹیڑھے ہو جاتے۔ پھر بھی اس نے ان کی توبہ قبول کی یقیناً وہ ان کے لیے بہت ہی مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

بہرحال کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ! اس کے بعد کہ اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ، کبھی بھی اس نے کوئی انعام میرے نزدیک اس سے بڑھ کر نہیں کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ بیان کر دیا۔ کہتے ہیں کہ شکر ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ نہیں بولا ورنہ میں ہلاک ہو جاتا جیسا کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں نہایت ہی نفرت آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں جو اس نے کسی کے لیے استعمال کیے ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا جب تم ان کی طرف لوٹو گے وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے۔ اللہ ان بد عہد لوگوں سے کبھی خوش نہیں ہو گا۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے کہ ہم تینوں کا فیصلہ ان لوگوں کے فیصلے سے زیادہ مؤخر رکھا گیا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر قبول کیا تھا۔ جب انہوں نے آپؐ کے سامنے قسمیں کھائیں اور آپؐ نے ان سے بیعت لی اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے فیصلے کو ملتوی کر دیا یہاں تک کہ اللہ نے اس کے متعلق فیصلہ فرمایا۔ سو وہ یہی بات ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (التوبۃ: 118)

کہتے ہیں کہ یہ غزوہ سے ہمارا پیچھے رہنا نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ تین جو پیچھے رہ گئے تھے۔ اس سے مراد ہمارا غزوے سے پیچھے رہنا نہیں تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ کے فیصلے سے ہمیں ان لوگوں سے پیچھے رکھا گیا تھا۔ اس سے یہ مراد ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسمیں کھائی تھیں یعنی ہم ان قسمیں کھانے والوں سے اور جھوٹ بولنے والوں سے علیحدہ تھے۔ یہ اس کا مطلب ہے نہ یہ کہ جنگ سے پیچھے رہ گئے ۔ بہرحال کہتے ہیں کہ یہ غزوہ سے ہمارا پیچھے رہنا نہیں تھا بلکہ اللہ کے فیصلے سے ہمیں ان لوگوں سے پیچھے رکھنا مراد ہے کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسمیں کھائی تھیں اور آپؐ کے پاس معذرتیں کی تھیں اور آپؐ نے ان کی معذرت قبول کر لی تھی۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ حدیث 4418)

(فرہنگ سیرت صفحہ 153 مطبوعہ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی)

حضرت ہِلَال بن امیہؓ امیر معاویہ کے دَورِ حکومت میں فوت ہوئے تھے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ الجزء السادس صفحہ 428 هِلَالُ بِنْ اُمَيَّةُ دار الكتب العلميه بيروت لبنان 2005ء)

غزوۂ تبوک کے بارہ میں ایک اَور مختصر نوٹ بھی ہے وہ بھی پڑھ دیتا ہوں ۔ پہلے بتا بھی چکا ہوں ایک دفعہ مزید مختصر دوبارہ بیان کر دیتا ہوں کہ تبوک مدینے سے شام کی اس شاہ راہ پر واقع ہے جو تجارتی قافلوں کی عام گزرگاہ تھی اور یہ وادیٔ القریٰ اور شام کے درمیان ایک شہر ہے۔ اسے اَصْحَابُ الْاَیْکَہْ کا شہر بھی کہا گیا ہے جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام مَدْیَنْ کے رہنے والے تھے اور آپؑ مَدْیَنْ کے ساتھ اَصْحَابُ الْاَیْکَہ کی طرف بھی مبعوث ہوئے تھے۔ (معجم البلدان جلد دوم صفحہ ۱۷دار الکتب العلمیہ بیروت)اور مدینے سے اس کا فاصلہ کم و بیش پونے چار سو میل ہے۔ غزوہ تبوک کے اَور نام بھی ہیں اس کو غَزْوَةُ الْعُسْرَةْ یا جَيْشُ الْعُسْرَةْ بھی کہتے ہیں یعنی تنگی والا غزوہ اور تنگی والا لشکر۔ غَزْوَةُ الْفَاضِحَہْ بھی کہتے ہیں وہ جنگ جو منافقین کو ذلیل و رسوا کرنے والی تھی۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواهب اللدنية جلد 4 صفحہ 66 ثم غزوة تبوك، دار الكتب العلمية بيروت 1996ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد سب سے پہلا تبلیغی خط قیصرِ روما کو لکھا اور اس کو لکھ کر اس وقت بُصْریٰ کا جو عیسائی گورنر حارث بن ابو شمر غسانی تھا، کو یہ خط بھجوایا۔ چنانچہ جب اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا تو اس نے عداوت کا اظہار کیا اور مدینے پر حملہ کی دھمکی دی جس کی وجہ سے مدینے کے لوگوں کو ایک عرصے تک یہ توقع رہی کہ وہ کسی وقت مدینے پر حملہ کرے گا۔

(ماخوذ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 802)

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہٗ لحال زوجہا حدیث 4913)

اس جنگ کی تیاری کا سبب یہ امر بنا کہ شام کے نِبْطِی قبیلہ کے لوگ جو تیل کی تجارت کے لیے مدینہ سفر کرتے تھے ان کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ قیصرِ روم کا ایک لشکر قیصر کے ساتھ ملک شام میں اکٹھا ہوا ہے اور ایک دوسری روایت کے مطابق عرب کے عیسائیوں نے قیصر کی طرف لکھا کہ یہ شخص جو مدعی نبوت ہے یہ ہلاک ہو گیا ہے (نعوذ باللہ) تو مسلمانوں کو قحط نے آ لیا ہے جس کے نتیجے میں ان کے جانور ہلاک ہو گئے ہیں ۔ اس پر قیصر نے ایک عظیم سپہ سالار کی قیادت میں کئی قبائل، کے جنگجوؤں پر مشتمل چالیس ہزار سپاہیوں کا ایک لشکر جرار تیار کیا جو بَلْقَاء (جو ملک شام کا ایک شہر ہے) کے مقام پر جمع ہوا۔ اس خبر میں بہرحال کسی قسم کی صداقت نہیں تھی لیکن یہ خبر جو تھی وہ جنگ کی تیاری کا سبب بن گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ملی اس وقت لوگوں میں طاقت نہیں تھی تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کُوچ کا اعلان کروایا اور انہیں اس جگہ کے بارے میں آگاہ کر دیا جس طرف سفر کرنا تھا تاکہ وہ اس کے لیے تیاری کر سکیں ۔ یہ شرح علامہ زرقانی میں لکھا ہے۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواهب اللدنية جلد 4 صفحہ 67-68، ثم غزوة تبوك، دار الكتب العلمية بيروت 1996ء)

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 174)

صحابہ کا ایثار اور منافقوں کی سازشیں بھی اس میں ظاہر ہوئیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوے کے لیے تیاری کا اعلان فرمایا ہی تھا کہ مدینے میں ایک گہما گہمی شروع ہو گئی۔ جو صحابہ وسائل رکھتے تھے وہ اپنی استطاعت کی انتہائی حدوں تک قربانیاں پیش کر رہے تھے۔ جو مجبور تھے ان کا جوش و جذبہ اس قدر عروج پر تھا کہ سینکڑوں میل کے سفر کے لیے پا پیادہ چلنے پر آمادہ تھے اور تیار تھے۔ اس مہم میں وسائل پیش کرنے کے لیے کوئی گھر کی طرف بھاگ رہا تھا تو کوئی اپنے اثاثے اکٹھے کر رہا تھا اور اپنے آقاؐ کے حضور زیادہ سے زیادہ دینے کے لیے کوشش کر رہا تھا۔ بہرحال کوئی اپنے مکانوں کی تلاشی لے رہا تھا کہ کچھ ملے تو میں اس کے ذریعہ سے غزوے میں شامل ہوں اور پیدل چلنے کے لیے بھی لوگ تیار تھے بلکہ بعض لوگوں کے پاس تو جوتیاں نہیں تھیں۔ ایسے لوگ جو تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں پیدل چلنے کے لیے جوتیاں ہی مل جائیں تو ہم پیدل چلنے کو بھی تیار ہیں ۔اگر ہمارے ننگے پیر ہیں تو ہمیں بالکل نہیں کہ ہمارے پیر زخمی ہو جائیں گے اور ہم پہنچ نہیں سکیں گے۔ اس وقت وہ حالت تھی کہ ان کو وہ بھی مہیا نہیں ہو سکتی تھیں ۔ بہرحال ہر ایک اپنی اپنی جگہ اپنی جان کے نذرانے پیش کرنے کے لیے تیار تھا۔ حضرت عمرؓ کو خیال تھا کہ آپ کے گھر میں کافی مال ہے۔ چنانچہ انہوں نے سوچا کہ حضرت ابوبکرؓ سے سبقت لے جانے کا آج موقع ہے تو آپؓ نے اپنا آدھا مال لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ آدھا مال لایا ہوں اور آدھا چھوڑ آیا ہوں ۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سارا سامان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پوچھا کہ اپنے گھر کے لیے کیا چھوڑ کے آئے ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں ۔ حضرت عمرؓ نے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رشک کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم! میں حضرت ابوبکرؓ سے کسی شَے میں کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب رجاءہ ان یکون ابوبکر ممن یدعی ...الخ حدیث 3675)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس واقعہ کا تذکرہ بیان کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کا کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے پوچھا ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب میں کہا ’’اللہ اور اس کا رسول۔‘‘ اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عمرؓ! گھر میں کیا چھوڑ آئے؟ تو جواب دیا کہ نصف۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اس پر ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 95)

حضرت ابوبکرؓ نے غزوہ تبوک کے موقع پر اپنا جو کل مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا اس کی مالیت اس موقع پر چار ہزار درہم تھی۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواهب اللدنية جلد 4 صفحہ 69 ثم غزوة تبوك، دار الكتب العلمية بيروت 1996ء)

حضرت عثمانؓ نے بھی اونٹوں اور گھوڑوں اور نقد کی قربانی پیش کی تھی۔ اس قربانی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا کہ اس عمل کے بعد اب عثمانؓ کے کسی عمل پر کوئی مؤاخذہ نہیں ۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن کے بعد عثمانؓ جو بھی عمل کرے گا وہ اسے ضرر نہیں پہنچائے گا۔ یہ بات آپؐ نے دو مرتبہ فرمائی۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی عد عثمان تسمیۃ شھیدا ...الخ حدیث 3700-3701)

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواهب اللدنية جلد 4 صفحہ 68-69، غزوة تبوك، دار الكتب العلمية بيروت 1996ء)

حضرت ابوعقیلؓ ایک صحابی تھے ان کے پاس غزوہ میں دینے کے لیے کچھ نہیں تھا تو انہوں نے یہ ترکیب سوچی کہ ایک جگہ رات کو اجرت پہ کام کر کے، مزدوری پہ کام کر کے کھیت کو پانی لگانے کا معاملہ ایک شخص سے طے کیا اور ساری رات رسی کھینچ کھینچ کر کنویں سے پانی نکالتے رہے اور کھیت کو سیراب کرتے رہے۔ اس کے بدلے میں ان کو دو صاع یعنی تقریباً چار پانچ کلو کھجوریں ملیں۔ انہوں نے آدھی اس میں سے اپنے بیوی بچوں کے لیے دے دیں اور آدھی لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس موقع پر اپنا نصف مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس کی مالیت چار ہزار چار سو درہم تھی۔ جب حضرت عاصم بن عدیؓ نے سو وسق،(ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں ا ور ایک صاع اڑھائی کلو کا، کچھ کم اڑھائی سیر کا ہوتا ہے) کھجوریں پیش کیں تو منافقوں نے یہ الزام لگایا کہ یہ ریاکاری ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی۔ اس بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ تقریباً یہ کھجوریں جو حضرت عاصمؓ نے پیش کیں چودہ ہزار کلو یا چودہ ٹن بنتی ہیں تو اسی پہ منافقوں نے کہا کہ دکھاوا ہے۔ یہاں یہ بھی وضاحت کر دوں گذشتہ خطبے میں میں نے غلطی سے ایک calculation میں چھے سو کلو کھجور کا کہا تھا وہ چھے سو نہیں چھے ہزار کلو تھی۔ بہرحال جب منافقوں نے یہ الزام لگایا کہ یہ ریا کاری ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں یہ آیت نازل فرمائی

اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ اِلَّا جُہۡدَہُمۡ فَیَسۡخَرُوۡنَ مِنۡہُمۡ سَخِرَ اللّٰہُ مِنۡہُمۡ ۫ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (التوبۃ:79)

کہ وہ لوگ جو مومنوں میں سے دلی شوق سے نیکی کرنے والوں پر صدقات کے بارے میں تہمت لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو اپنی محنت کے سوا اپنے پاس کچھ نہیں پاتے۔ پس وہ ان سے تمسخر کرتے ہیں اللہ ان کے تمسخر کا جواب دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب مقدر ہے۔

(اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد6صفحہ215 ،ابو عقیل، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(لغات الحدیث جلد چہارم صفحہ487 ''وسق'' ۔لغات الحدیث جلد دوم صفحہ648 ''صاع'')

یہ ان منافقوں کے لیے یا ان لوگوں کے لیے ہے جو ایسے الزام لگانے والے ہیں۔ بہرحال یہ حضرت ہِلَال بن امیہؓ کے ضمن میں یہ بات آئی ، بیان ہوئی۔ ابھی حضرت ہِلَال بن امیہؓ کے ذکر کا کچھ اَور بھی حصہ ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بیان ہو گا۔

اس وقت شعبہ وقفِ نو کی طرف سے ایک اعلان بھی ہے کہ انہوں نے وقف نو کی waqfenauintl.org کے نام سے ایک ویب سائٹ بنائی ہے جس کا آج ان شاء اللہ اجرا بھی ہوگا۔ اس ویب سائٹ پر والدین اپنے ہونے والے بچے کو وقف نَو میں شامل کرنے کے لیے لکھے گئے خطوط کے متعلق اور ان کے جوابات کے متعلق شعبہ سے براہ راست رابطہ کر کے رہ نمائی لے سکتے ہیں ۔ پھر والدین واقفین نَو کی تعلیم و تربیت کے لیے جو میری ہدایات ہیں اور رہ نمائی ہے اس سے متعلق معلومات لے سکتے ہیں ۔ پھر ویب سائٹ پر خلفائے سلسلہ کے خطبات اور خطابات اور واقفین نَو کا نصاب اور ان کا جو رسالہ ہے۔ لڑکوں کا 'اسماعیل' اور لڑکیوں کا 'مریم' ان کے میگزین کے شمارے بھی اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ پھر واقفین نو کو اس پہ کیرئیر پلاننگ کی رہ نمائی بھی مل سکتی ہے۔ پھر ویب سائٹ پر تجدیدِ وقف اور شعبہ وقفِ نو کے ساتھ اپنے رابطے کو قائم رکھنے اور اَپ ٹو ڈیٹ کرنے کی سہولت بھی موجود ہے۔ پھر واقفین نو کو جماعت کی ضروریات کے حوالے سے معلومات بھی مل سکتی ہیں اور یہ کہ وہ کس طرح کی تعلیم حاصل کریں تا کہ جماعت کی احسن رنگ میں خدمت کر سکیں ۔ پھر سیکرٹریان وقف نَو اور انتظامیہ کی رہ نمائی کے لیے معلومات اور رپورٹ فارم بھی اس پہ موجود ہوں گے۔ پھر واقفین نَو کے بعض سوالات جو مختلف وقتوں میں انہوں نے میری کلاسوں وغیرہ میں کیے ہیں ان کے ویڈیو کلپس بھی موجود ہیں ۔ پھر تحریک وقفِ نو کا تعارف اور شعبہ وقف نو کے ساتھ مستقل رابطہ میں رہنے کے لیے معلومات بھی موجود ہیں ۔ پھر مختلف ممالک میں وقف نَو کے حوالے سے ہونے والے پروگراموں کی رپورٹ اور تصویری جھلکیاں بھی اس میں دستیاب ہوں گی۔ بہرحال یہ ویب سائٹ آج سے شروع ہو گی ان شاء اللہ ۔اور جو واقفینِ نو ہیں اور جو واقفینِ نو کے والدین ہیں وہ ضرور اس سے استفادہ کریں۔

(الفضل انٹر نیشنل 24دسمبر2019ء)

بقیہ از صفحہ 1 خلاصہ خطبہ جمعہ

جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کو ہم پر زیادہ سلام کر لینے دو۔ یعنی آنحضرت ﷺ دوبارہ سلام کریں گے تو اس طرح ہمارے گھر میں سلامتی پہنچے گی ۔بہرحال کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سلام کر کے واپس ہوئے تو پھر سعدؓ آپؐ کے پیچھے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپؐ کے سلام کو سنتا اور آپؐ کو آہستہ سے جواب دیتا تا کہ آپؐ ہم پر زیادہ سلام بھیجیں۔ پھر آپؐ سعدؓ کے ہمراہ لوٹ آئے۔ سعدؓ نے آنحضرت ﷺ سے غسل کا عرض کیا۔ آپؐ نے غسل فرمایا۔ سعدؓ نے آپؐ کو زعفران یا ورس جو یمن کے علاقے میں پیدا ہونے والا ایک زرد رنگ کا پودا ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں اس سے رنگا ہوا ایک لحاف دیا۔ آپؐ نے اسے ارد گرد لپیٹ لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ اے اللہ ! اپنے دُرود اور اپنی رحمت سعدؓ بن عبادۃ کی اولاد پر نازل کر۔

علامہ ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ اہل صُفّہ جب شام کرتے تو کھانا کھلانے کے لئے کوئی شخص ان میں سے کسی ایک یا دو کو لے جاتا تاہم حضرت سعدؓ بن عبادۃ80 اہل صُفّہ کو کھانا کھلانے کے لئے اپنے ساتھ لے جاتے یعنی اکثر یہ ہوتا تھا لیکن اہل صُفّہ پر ایسے دن بھی آئے ایسی روایات بھی ہیں کہ جب ان کو بھوکا بھی رہنا پڑا۔ بہرحال صحابہؓ عموماً ان غرباء کا خیال رکھا کرتے تھے جو آنحضرت ﷺ کے دَر پر بیٹھے ہوتے تھے اور سب سے زیادہ ان کا خیال رکھنے والے حضرت سعد بن عبادۃؓ تھے۔آنحضرت ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے ایک سال بعد ماہ صفر میں ابوا، مدینہ سے مکہ کی شاہراہ پر جحفہ سے 23میل دور واقع ہے یہ جگہ ،یہاں نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کی قبر بھی ہے اس کی طرف کوچ فرمایا۔ آپ کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں حضرت سعدؓ بن عبادۃ کو اپنا جانشین یا امیر مقرر فرمایا۔ غزوہ ابوا کا دوسرا نام غزوہ ودان بیان کیا جاتا ہے۔ حضور انور نے سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ کی تحریر سے غزوہ ودان کی تفصیل بیان فرمائی۔

حضرت سعد بن عبادۃؓ کے غزوہ بدر میں شامل ہونے کے بارے میں دو آراء بیان کی جاتی ہیں۔ واقدی مداینی اور ابن قلبی کے نزدیک یہ غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے جبکہ ابن اسحاق اور ابن عقبی اور ابن سعد کے نزدیک یہ غزوہ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ بہرحال اس کی ایک وضاحت طبقات الکبریٰ کی ایک روایت کے مطابق اس طرح ہے کہ حضرت سعد بن عبادۃؓ غزوہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے ۔وہ روانگی کی تیاری کر رہے تھے اور انصار کے گھروں میں جا کر انہیں روانگی پر تیار کر رہے تھے کہ روانگی سے پہلے انہیں کتے نے کاٹ لیا اس لئے وہ غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ سعد شریک نہ ہوئے لیکن اس کے آرزو مند تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ کو غزوہ بدر کے مال غنیمت میں سے حصہ عنایت فرمایا تھا۔

حضرت سعدؓ بن عبادۃ غزوہ احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ انصار کا جھنڈا غزوہ بدر کے روز حضرت سعد بن عبادۃؓ کے پاس تھا، المستدرک کی روایت ہے یہ۔غزوہ بدر پر روانگی کے وقت حضرت سعدؓ بن عبادۃ نے عضب نامی تلوار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفۃً پیش کی اور آنحضرت ﷺ نے غزوہ بدر میں اسی تلوار کے ساتھ شرکت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک گدھا بھی حضرت سعد بن عبادۃؓ نے تحفۃً پیش کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس 7زرہیں تھیں ان میں سے ایک کا نام ذات الفضول تھا ،یہ نام اسے اس کی لمبائی کی وجہ سے دیا تھا اور یہ زرہ جو تھی حضرت سعد بن عبادۃؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تب بھجوائی تھی جب آپؐ بدر کی طرف روانہ ہو چکے تھے اور یہ زرہ لوہے کی تھی۔ یہ وہی زرہ تھی جو آنحضرت ﷺ نے ابو شام یہودی کے پاس جَو کے عوض بطور رہن رکھوائی تھی اور جَو کا وزن تیس صاع تھا اور ایک سال کی مدت کے لئے بطور قرض لیا گیا تھا۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس ہوتا اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادۃؓ کے پاس ہوتا اور جب جنگ زوروں پر ہوتی تو نبی کریم ﷺ انصار کے جھنڈے تلے ہوتے۔ یعنی جو زیادہ تر زور تھا دشمنوں کا انصار کی طرف ہوتا تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ بھی وہیں ہوتے تھے۔

حضور انور نے غزوہ بدر اور احد کے حالات بیان کرتے ہوئے حضرت سعد بن عبادۃؓ کی سیرت کے بعض پہلو بیان فرمائے۔ غزوہ احد کے موقع پر جو صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ثابت قدمی سے کھڑے رہے اُن میں حضرت سعد بن عبادۃؓ بھی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ احد سے مدینہ واپس تشریف لائے اور اپنے گھوڑے سے اُترے تو آپؐ حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعدؓ بن عبادۃ کا سہارا لیتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ زخمی تھے اس حالت میں جب اُترے تو ان دونوں کا سہارا لیا آپؐ نے۔

حضرت سعدؓ کی والدہ حضرت حمرةؓ بنت مسعود جو صحابیات میں سے تھیں ،ان کی وفات اس وقت ہوئی جب رسول اللہ ﷺ غزوہ دومۃ الجندل کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ غزوہ ربیع الاول 5ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت سعدؓ اس غزوہ میں آپؐ کے ہمرکاب تھے۔ سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ بن عبادۃ کی والدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب آنحضرت ﷺ مدینہ سے باہر تھے۔ سعدؓ نے عرض کیا کہ میری والدہ کی وفات ہو گئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپؐ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھائی حالانکہ انہیں فوت ہوئے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔ ایک مہینہ کے بعد انہیں خبر پہنچی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سعد بن عبادۃؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ پر تھی اور وہ اس کو پورا کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :تم ان کی طرف سے اُسے پورا کرو۔ حضرت سعید بن مسیبؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادۃؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میری والدہ کی وفات ہو گئی ہے انہوں نے وصیت نہیں کی تھی اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا وہ انہیں مفید ہو گا آپ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ کون سا صدقہ آپؐ کو زیادہ پسند ہے آپ نے فرمایا پانی پلاؤ۔ لگتا ہے اس وقت پانی کی کمی تھی کافی ضرورت تھی بہرحال ایک روایت میں ہے کہ اس پر حضرت سعدؓ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کی خاطر ہے۔ ان کے نام پے وہ جاری کر دیا۔صرف اسی پر بس نہیں کیا انہوں نے کہ پانی کا کنواں کھود دیا ،حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادۃؓ جو بنو ساعدہ میں سے تھے ان کی والدہ فوت ہو گئیں اور اس وقت وہ موجود نہ تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور میں اُس وقت اُن کے پاس موجود نہ تھا تو کیا میرا ان کی طرف سے کچھ صدقہ کرنا ان کو نفع دے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ! پھر میں آپ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میرا باغ ہے مخراف ان کی طرف سے صدقہ ہے۔ صدقہ اور خیرات اور غریبوں کی مدد میں بڑا کھلا دل رکھتے تھے اور بڑا کھلا ہاتھ رکھتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا ابھی ان کا ذکر چل رہا ہے انشاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز،نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

مشتاق احمد۔یونان

چھٹا سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ ۔ یونان

مجلس انصار اللہ یونان کو اپنا چھٹا سالانہ اجتماع مورخہ 20،اکتوبر 2019ءایتھنز کے مشن ہاؤس میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

20،اکتوبر کو اجتماع کا آغاز نماز تہجد ،نمازفجر اور درس القرآن سے ہوا۔ ناشتہ کے بعد افتتاحی اجلاس ہوا۔ جس میں تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم عبد القدوس صدر مجلس انصار اللہ یونان نے اپنے افتتاحی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چند اقتباسات پیش کئے جن کا تعلق انصاراللہ کی ذمہ داریوں سے تھا۔ دعا کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔

ورزشی مقابلہ جات میں انصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔نماز ظہر اور عصر کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ دوسرے اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم اور نظم سے شروع ہوئی۔ خاکسار نے ’’انصاراللہ کا قیام اور ہماری ذمہ داریوں‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسری تقریر مکرم عقیل احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ یونان نے ’’مالی قربانی کی اہمیت اور برکات‘‘ کے موضوع پر کی۔ دعا کے ساتھ دوسرےاجلاس کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

اختتامی اجلاس میں تلاوت قرآن کریم،نظم اور عہد کے بعد مکرم عبد القدوس صدر مجلس انصار اللہ یو نان نے رپورٹ پیش کی۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں اوّل، دوم اور سوم آنے والوں میں مکرم عطاء النصیر مبلغ سلسلہ و نیشنل صدر یونان نے انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب’’برکاتِ خلافت‘‘کے موضوع پر کیا۔ دعا کے ساتھ اختتامی اجلاس ختم ہوا۔ اس اجتماع میں 14انصار شامل ہوئے اور کل حاضرین کی تعداد 24 تھی۔

محمد ظفراللہ ہنجرا۔امریکہ

شکاگو میں عائلی زندگی پر کانفرنس

شکاگو جماعت ہر ماہ نئی نسل کی آگاہی کے لئے مختلف نوعیت کے جماعتی پروگرام منعقد کرتی رہتی ہے۔

اسی حوالے سے اسلام میں عائلی زندگی کی اہمیت اور میاں بیوی کے حقوق وفرائض کے متعلق ایک کانفرنس کاانعقاد کیاگیا۔

اس کے ساتھ مغربی تہذیب کے بداثرجس میں آزادی، مردوعورت کا اختلاط، طلاق کابڑھتاہوارجحان، جنسی بے راہ روی، بغیرشادی کے رہنااورذمہ داری کو اپنے اوپر لینے سے فرار جیسے مسائل سے نبردآزماہونے کے لئے والدین اور نئی نسل کواسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کی گئی اوراحمدی کے طورپردنیاکونمونہ پیش کرنے کے لئے حل تلاش کئے گئے۔گھرکوامن وسکون کاگہوارہ بنانے کے لئے میاں بیوی کی ہم آہنگی، مسلسل دعاؤں پرانحصار اورآنحضرتﷺ کےاس ارشاد کو کہ ہمیشہ دین کے پہلوکو ترجیح دینے کی طرف توجہ دلائی کیونکہ یہ ایک دائمی رہنے والی خوبی ہے۔مال ودولت، حسن اورخاندانی برتری توآنی جانی ہے۔

اس لئے والدین کواپنےبچوں کی تربیت اس رنگ میں کرنی چاہئے جس میں ان کےاپنےکردارکی چھاپ بچوں کی روزمرہ زندگی پرپڑےاورتب ہی وہ جنّت نظیر معاشرہ بن سکتاہے جس میں ہرایک کےاندر قربانی دینےکی روح ہونہ کہ لینے کی۔

اسی بات کی طرف حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باربارجماعت کوتوجہ دلارہے ہیں۔نمازیں قائم کریں، اپنےجائزےلیں اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی توقعات پرپورا اُترنے کی کوشش کریں۔

خداتعالیٰ کےفضل سے والدین اوربچوں نے بڑی دلجمعی کے ساتھ اس کانفرنس حصہ لیا،سوال وجواب ہوئےاورسب نےقدرکی نگاہ سے دیکھااورآئندہ بھی ایسے پروگرام کرنے اوراسلامی تعلیم سےآگاہی کے متعلق خواہش کااظہارکیا۔

اپنے مضامین،آراء تجاویز اور خطوط اس ایڈریس پر بھجوائیں۔
info@alfazlonline.org

ارشد محمود۔اسکاٹ لینڈ

ایڈنبرا اور فائف امن کانفرنس

خُدا کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ ایڈنبرا اور فائف کو اپنی سالانہ امن کانفرنس مورخہ 16 نومبر 2019ء کو منعقد کرنے کی سعادت ملی۔ یہ کانفرنس پہلی دفعہ اسکاٹ لینڈ کے خوبصورت اور تاریخی شہر ڈمفرم لائن (Dunfermline) کے ایک کمیونٹی ہال میں منعقد کی گئی جہاں ایک خوبصورت قرآنِ کریم کی نمائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ یہ کانفرنس اصل میں اسکاٹ لینڈ میں جاری ہفتہ بین المذاہب کے پروگرامز کا حصہ تھی جس کا انعقاد ایک غیر سرکاری تنظیم (Interfaith Scotland) نے کیا تھا۔ اس ہفتہ میں اسکاٹ لینڈ ریجن کو کل چار تبلیغی پروگرام کرنے کی سعادت ملی جس کیلئے سوشل میڈیا کا استعمال کیا گیا اور مہمانوں کو مدعو کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام احمدیت کا پیغام مقامی لوگوں تک پہنچایا گیا۔ دوپہر دو بجے مہمانوں کی آمد شروع ہوئی جن کی تواضع چائے اور مشروبات سے کی گئی ۔جماعت کی کتب دی گئیں اور نمائش کا تعارف کروایا گیا۔

تلاوتِ قرآنِ کریم اور انگریزی ترجمہ سے اس کانفرنس کا آغاز ہوا جس کے بعد حاضرین کو جماعت کا تعارف اور انسانیت کیلئے اس کی مساعی کے بارہ میں ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی۔ شہر کے مقامی کونسلر مسٹر ڈیوڈ باراٹ نے امن کی اہمیت اور اس کی موجودہ تناظر میں ضرورت کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جس کے بعد ممبر پارلیمنٹ لیزلی لیئرڈ کا ایک پیغام پڑھ کر حاضرین کو سُنایا گیا جس میں انہوں نے اس اہم موضوع پر یہ کانفرنس منعقد کرنے پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کانفرنس کیلئے کلیدی تقریر محترم عطاءالمجید راشد امام مسجد فضل لندن نے کی جس میں آپ نے اسلام احمدیت کی وہ تعلیمات بتائیں جس میں امن کے قیام اور اس کی ضرورت کے بارہ میں بیان ہوا ہے۔ اس نہایت مؤثر انگریزی تقریر کے بعد حاضرین کو سوال وجواب کا موقعہ بھی دیا گیا جس میں غیر مسلم مہمانوں نے خاص دلچسپی دکھائی اور اس موضوع پر کھل کر اظہارِخیال کیا۔ پروگرام کا اختتام دُعا سے ہوا جس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس کانفرنس میں کل30غیر مسلم اسکاٹش مہما ن شامل ہوئے جن میں دو مقامی کونسلرز، ایک پرائمری سکول کی ہیڈ ٹیچر، فائف بین المذاہب گروپ کے ممبران کے ساتھ ساتھ مقامی پولیس کے نمائندے بھی شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کے کامیاب تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کی اسکاٹ لینڈ ریجن کو توفیق دیتا رہے۔آمین